

اسلام سے قریش کی وحشت کے اسباب

[”سیر وسوانح“ کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے قریش کو جو وحشت ہوتی تھی، اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ بیت اللہ کے متولی ہونے کے حوالے سے انھوں نے جو دین رائج کر رکھا تھا، وہ وہ نہیں تھا جس کی تعلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دی تھی۔ اسلام کی دعوت اس خود ساختہ نظام پر تنقید کے نشتر چلاتی تھی۔ بیت اللہ پر قریش کے قابض رہنے کے جواز کو اس نے چیلنج کر دیا تھا۔ قریش محسوس کرتے کہ اگر یہ دعوت قوت پکڑتی گئی تو یہ کامیاب ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں ان کا دینی پیشوائی کا نظام زمین بوس ہو جائے گا اور ملک میں ان کی مقتدر حیثیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

قریش نے ابراہیمی تصور تو حید کو خیر باد کہہ کر بت پرستی کو جو اہمیت دے رکھی تھی، اس کا فائدہ ان کو یوں پہنچتا تھا کہ وہ عرب کے تمام قبائل کے بتوں کو خانہ کعبہ میں جگہ مہیا کر کے ان کو اپنا وادار بنا سکتے تھے۔ یہ وہی ذہنیت ہے جس کے تحت ہندوستان میں ہندوؤں نے گوتم بدھ کے بتوں کو اپنے معاشرہ میں جگہ دے کر بدھوں کو اپنے ساتھ ملا یا اور ان کی انفرادیت ختم کر کے بدھ مت کو دیس نکالا دے دیا۔ ہر قبیلہ کا بت کعبہ میں لالا کر رکھنے کے نتیجے میں پورا عرب قریش کو نظام شرک کا محافظ سمجھتا تھا اور اس کے بدلے میں ان کو تجارت اور اپنے علاقے میں سے گزرنے پر ان کو راہ داری کی سہولتیں مہیا کرتا تھا۔ ابراہیمی تصور تو حید کو اختیار کرنے کی صورت میں یہ فوائد معرض خطر میں پڑ سکتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے قریش کے ایک ایک انحراف اور ہر بدعت کو بالکل نمایاں کر کے رکھ دیا جس سے

قریش پریشان ہو کر رہ گئے۔ یہاں مختصر طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے ان عناصر کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے جو قریش کے نظریات پر تنقید کی نوعیت کے تھے۔

شُرک اور بت پرستی پر گرفت

چونکہ قریش اپنی ہر بدعت اور تصور دین کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرتے تھے، اس لیے سیدنا ابراہیم کے اسوہ کو قرآن میں کئی مقامات پر اجاگر کر کے بتایا گیا کہ ان کو شرک اور بت پرستی سے شدید نفرت تھی اور اسی نفرت کے باعث انھوں نے اپنی قوم سے ٹکر لی اور بالآخر اپنے وطن سے ہجرت کر کے نکل آئے:

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرٰهٖمَ . اِنَّهٗ کَانَ صِدِّیقًا نَّبِیًّا . اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتَ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا . یٰۤاَبَتَ اِنِّیْ قَدْ جِآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یٰۤاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا . یٰۤاَبَتَ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا . یٰۤاَبَتَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّمْسَکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا . قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنْ الْہٖتٰی یٰۤاِبْرٰهٖمَ لَیْنُ لَّمْ تَتَّهٖ لَا رُجْمَ لَکَ وَ اَھْجُرْنِیْ مَلِیًّا . (مریم: ۱۹-۲۶)

”اور کتاب میں ابراہیم کی سرگزشت کو یاد کرو۔ بے شک وہ راست باز اور نبی تھا۔ یاد کرو، جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ، آپ ایسی چیزوں کی پرستش کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ وہ کچھ آپ کے کام آنے والی ہیں۔ اے میرے باپ، میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے تو آپ میری پیروی کریں، میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔ اے میرے باپ، شیطان کی پرستش نہ کیجیے۔ بے شک شیطان خداے رحمان کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ اے میرے باپ، مجھے ڈر ہے کہ آپ کو خداے رحمان کا کوئی عذاب آپکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔ وہ بولا: اے ابراہیم، کیا تم میرے معبودوں سے برگشتہ ہو رہے ہو؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ تم مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور ہو جاؤ۔“

ان آیات میں بتوں کی پوجا کو ایک بے فائدہ حرکت بتایا گیا ہے جو شیطان کی عبادت کے حکم میں ہے۔ اس حرکت کے باعث آدمی اللہ کے عذاب سے دوچار ہو سکتا ہے۔ سیدھی راہ اس سے بالکل الگ پیغمبر کی اطاعت سے

ملتی ہے:

”اور یاد کرو، جب ابراہیم نے دعا کی: اے میرے رب، اس سرزمین کو پر امن بنا اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے محفوظ رکھ کہ ہم بتوں کو پوجیں۔ اے میرے رب، ان بتوں نے لوگوں میں سے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر رکھا ہے تو جو میری پیروی کرے، وہ تو مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب، میں نے اپنی اولاد میں سے ایک بن کھیتی کی وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس بسایا ہے۔ اے ہمارے رب، تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں تو تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کی روزی عطا فرما تاکہ وہ تیرا شکر ادا کریں۔ اے ہمارے رب، تو جانتا ہے جو ہم پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔“

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ. رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلَّلَنِي كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ. رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ. رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ. (ابراہیم: ۱۲-۳۵-۳۸)

ان آیات میں شرک و بت پرستی سے نفرت ہر ہر لفظ سے عیاں ہے۔ پھر بیت اللہ کی ذمہ داریوں کی یاد دہانی ہے جن سے قریش غافل تو تھے ہی، وہ بدعات کو رواج دیے ہوئے تھے۔ قرآن کی یہ باتیں قریش کو کہاں ہضم ہو سکتی تھیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وضاحتیں کرتے ہوں گے تو قریش کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کیوں نہ کھسکتی ہوئی محسوس ہوتی ہوگی؟

حقیقت توحید

قرآن نے اس حقیقت کو بھی آشکارا کیا کہ اس کائنات میں شکر کے لائق ذات صرف اللہ کی ہے، کیونکہ انسان اسی کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے، لہذا نجات اللہ کے ان بندوں کو حاصل ہوتی ہے جن کو وہ نبیوں کا ساتھ دینے کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ قرآن نے متعدد نعمتیں گنوا کر سوال کیا کہ کیا ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی ہے جس کو

خدا کے کسی شریک کی طرف منسوب کیا جاسکے یا جس کی بنا پر شریکوں کو عبادت کے لائق سمجھا جاسکے:

”کہو کہ شکر کا سزاوار اللہ ہے۔ اور اس کے ان بندوں پر سلامتی و رحمت ہے جن کو اس نے برگزیدہ کیا۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں؟ (کیا تمہارے یہ معبود بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے جس نے آسمان سے پانی اتارا، پس ہم نے اس پانی سے خوش منظر باغ اگائے۔ تمہارے امکان میں نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگا سکتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ راہ حق سے انحراف اختیار کرنے والے لوگ ہیں۔

(کیا تمہارے یہ اصنام سزاوار شکر ہیں) یا وہ جس نے زمین کو ٹھکانا بنایا اور جس نے اس کے درمیان نہریں جاری کیں اور اس کے لیے اس نے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان جس نے پردہ ڈال دیا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، بلکہ ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(کیا تمہارے یہ شرکا مستحق عبادت ہیں) یا وہ جو محتاج کی داد دیتی ہے، جبکہ وہ اس کو پکارتا ہے، اور اس کے دکھ دور کرتا ہے اور تم کو زمین کی وراثت دیتا ہے، کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ بہت ہی کم تم لوگ یاد دہانی حاصل کرتے ہو!

(کیا تمہارے یہ دیوی دیوتا لائق پرستش ہیں) یا وہ جو بروبحر کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور جو ہواؤں کو اپنے باران رحمت سے پہلے خوش خبری بنا کر

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ سَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ. اللَّهُ خَيْرٌ مَّا يُشْرِكُونَ. آمَنُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَانْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنبِتُوا شَجَرَهَا. ءِ إِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ. بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ. آمَنُ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ جَعَلَ خِلَلَهَا أَنْهْرًا وَ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِي وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا. ءِ إِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ. بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. آمَنُ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ وَ يَجْعَلُ لَكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ. ءِ إِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ. آمَنُ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُرْسِلِ الرِّيحَ بِشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ. ءِ إِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ. تَعَلَىٰ اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ. آمَنُ يَدُّوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. ءِ إِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ. قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ. وَ مَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ.

(انمل ۲۷: ۵۹-۶۵)

بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟
اللہ بہت ہی برتر ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا
شریک ٹھہراتے ہیں۔

(کیا تمہارے مزعومہ شفعا لائق بندگی ہیں) یا وہ جو
خلق کا آغاز کرتا ہے، پھر اس کا اعادہ کرے گا اور جو تم
کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ کیا اللہ کے
ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ کہو کہ تم اپنی دلیل لاؤ اگر
تم سچے ہو! کہہ دو کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی
ہیں، اللہ کے سوا کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے اور انہیں
پتا بھی نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔“

جب اس طرح دو ٹوک انداز میں کسی کے عقائد کو بے بنیاد قرار دیا جا رہا ہو تو مخالفت میں اس کا خون کیوں
کھولنے نہیں لگے گا!

فرشتوں اور جنات کی پوزیشن

اہل عرب فرشتوں اور جنات کو خدا کی ذات میں شریک کرتے یا پھر اس کے حقوق و صفات میں ان کو اس
کا سا جھی ٹھہراتے۔ وہ ان سے نفع و ضرر وابستہ کرتے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے جتن کر کے ان سے بڑی
امیدیں باندھ لیتے۔ فرشتوں کو تو وہ خدا کی بیٹیوں کی حیثیت دیتے، جبکہ جنات اور خدا کے درمیان رشتہ مانتے۔
قرآن نے ان تصورات کے تار و پود بکھیر دیے اور واضح کیا کہ فرشتے ہوں یا جنات، دونوں کو اپنی اوقات خوب معلوم
ہے۔ وہ شریک خدا ہونے کا خیال بھی دل میں نہیں لاسکتے۔ وہ بھی خدا کی بندگی کر کے ہی رب کو راضی کر سکتے ہیں اور
یہی اصول انسانوں کے لیے بھی ہے:

”ان سے پوچھو: کیا تیرے رب کے لیے بیٹیاں ہیں
اور ان کے لیے بیٹے؟ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں
بنایا اور وہ دیکھ رہے تھے؟ یہ لوگ محض من گھڑت طور پر
یہ بات کہہ رہے ہیں کہ خدا نے اولاد بنائی ہے اور یہ

فَاسْتَفْتِهِمُ الرِّبَّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ .
أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ .
أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْكِهَمُ يَقُولُونَ وَلَدَ اللَّهِ
وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ . أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى

الْبَيْنِينَ. مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ. أَفَلَا تَدَّكَّرُونَ. أَمْ لَكُمْ سُلْطَنٌ مُّبِينٌ. فَاتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسْبًا. وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ. سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ. إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ. فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِينَ. إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ. وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ. وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ. وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ.

بالکل جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو! کیا تم ہوش سے کام نہیں لیتے؟ کیا تمہارے پاس واضح حجت ہے؟ پس پیش کرو تم اپنی کتاب اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

اور انہوں نے خدا اور جنوں کے درمیان بھی رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ اور جنوں کو خوب پتا ہے کہ وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ بجز ان کے جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔ پس تم اور جنوں کو تم پوجتے ہو خدا سے برگشتہ نہیں کر سکتے، مگر انہی کو جو جہنم میں پڑنے والے ہیں۔

اور ہم (فرشتوں) میں سے ہر ایک کے لیے ایک معین مقام ہے اور ہم تو خدا کے حضور بس صف بستہ رہنے والے ہیں اور ہم تو اس کی تسبیح کرتے رہنے والے ہیں۔“

(الصُّفَّت ۳۷: ۱۴۹-۱۶۶)

آخرت کا تصور

اہل عرب آخرت کے معاملہ میں نہایت غیر سنجیدہ تھے۔ وہ اس کو ایک غیر یقینی امر سمجھتے۔ قرآن نے اس کے دل نشین دلائل بھی دیے اور اس صورت حال سے بھی پردہ اٹھایا جو آخرت کے واقع ہونے پر مجرموں اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کو پیش آئے گی:

”اللہ ہی خلق کا آغاز کرتا ہے۔ پھر وہ اس کا اعادہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس دن قیامت واقع ہوگی تو مجرم اس دن مایوس ہو جائیں گے اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کے

اللَّهُ يَبْدُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يَعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ.

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومَعِدِ يَنْفَرَقُونَ .
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ
فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ . وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بآيَاتِنَا وَلِقَائِ الْآخِرَةِ فَأُولَئِكَ
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ . (الروم: ۳۰-۱۱-۱۶)

لیے سفارش کرنے والا نہیں بنے گا۔ اور وہ اپنے شریکوں
کا انکار کریں گے۔

اور جس دن قیامت واقع ہوگی، مومن اور کافر الگ الگ
ہو جائیں گے۔ پس جو ایمان لائے اور جنہوں نے
نیک عمل کیے ہوں گے، وہ تو ایک شان دار باغ میں
مسرور ہوں گے۔ رہے وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری
آیات اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی تو وہ عذاب
میں پکڑے ہوئے ہوں گے۔“

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ
أُخْرَجُ حَيًّا . أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا
خَلَقْتُهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْعًا . فَوَرَبِّكَ
لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ
حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا . ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ
شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا . ثُمَّ
لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا .
وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ
حَتْمًا مَّقْضِيًّا . (مریم: ۱۹-۶۶-۷۱)

”اور انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر
زندہ کر کے نکالا جاؤں گا۔ کیا یہ انسان اس بات پر غور
نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو اس سے پہلے پیدا کیا، دریاں
حالیہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ پس تیرے رب کی قسم، ہم ان
کو بھی اور شیطانوں کو بھی ضرور اکٹھا کریں گے، پھر ہم
ان کو جہنم کے گرد اس طرح حاضر کریں گے کہ وہ
دوزانو بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ پھر ہم ہر گروہ میں سے
ان لوگوں کو چھانٹ کر الگ کریں گے جو خداے رحمان
سے سب سے زیادہ سرکشی کرنے والے رہے ہوں
گے۔ پھر ہم ان لوگوں کے سب سے زیادہ جاننے
والے ہوں گے جو اس جہنم میں داخل ہونے کے سب
سے زیادہ سزاوار ہوں گے۔ اور (ان کو حکم دیں گے
کہ) تم میں سے ہر ایک کو بہر حال اس میں داخل ہونا
ہے۔ یہ تیرے رب کے اوپر ایک طے شدہ امر واجب
ہے۔“

وہ صناید قدیمہ، جو تکبر اور رعوت کے باعث کسی کو بھی خاطر میں لانے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے، اپنے بارے
میں یہ سن کر کہ وہ اکابر مجرمین کی صف میں کھڑے ہوں گے اور ان کو اپنی سرکشی کی سزا بھگتنی ہوگی، اس دعوت کے

تیوروں سے کیوں نہ برابر وختہ ہوتے۔ اس کا تو ہر لفظ ان کے لیے ناقابل برداشت اور تن بدن میں آگ لگانے والا رہا ہوگا۔

احکام و آداب حج

قریش کے ہاتھوں میں مسجد حرام اور حج و عمرہ کی عبادت کا انتظام تھا۔ وہ یہ کام اپنی دینی ذمہ داری سمجھ کر بڑی محنت سے سرانجام دیتے، لیکن صدیوں سے جو انحراف وہاں کے طور طریقوں میں در آیا تھا، اس سے احکام خداوندی نظر انداز ہوتے، لہذا قریش کو ان معاملات میں بے اعتنائی برتنے سے روکا گیا۔ احکام و آداب حج نئے سرے سے دیے گئے جس سے وہ راہ پھر سے روشن ہو گئی جس پر صدیوں سے تاریکیوں نے ڈیرے جمار کھے تھے:

وَ اِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِىْ شَيْئًا وَّ طَهَّرْ بَيْتِيْ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ . وَاِذْ نَفَخْنَا فِيْ النَّاسِ بِالْحَجِّ يٰٓاَتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يٰٓاَتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ . لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَّ يُذَكِّرُوْا اَسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَتٍ عَلٰى مَا رَزَقْتَهُمْ مِّنْ بَهِِيْمَةِ الْاَنْعَامِ . فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوْا الْبٰئِسَ الْفَقِيْرَ . ثُمَّ لِيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَّ لِيُؤْفُوْا نُدُوْرَهُمْ وَّ لِيُطَوِّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ . ذٰلِكَ وَاَمَنْ يُعْظَمُ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ . وَاَحَلَّتْ لَكُمْ الْاَنْعَامَ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاَجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاَجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ . حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ . وَاَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَانَ مِثْلَ نَسْتَسْتَجِيْبُ لِقَوْلِ رَبِّهٖ الْوَاوِيْدِ .

”اور یاد کرو جبکہ ہم نے ابراہیم کے لیے ٹھکانا بنایا بیت اللہ کی جگہ کو، اس ہدایت کے ساتھ کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیو۔ اور لوگوں میں حج کی منادی کرو۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے پیادہ بھی اور نہایت لاغر اونٹنیوں پر بھی جو دو دراز گہرے پہاڑی راستوں سے پہنچیں گی۔ تاکہ لوگ اپنی منفعت کی جگہوں پر بھی پہنچیں اور چند خاص دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام بھی لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔ پس اس میں سے کھاؤ اور فاقہ کش فقیروں کو کھلاؤ۔ پھر وہ اپنے میل کچیل دور کریں، اپنی نذریں پوری کریں اور بیت قدیم کا طواف کریں۔ ان امور کا اہتمام رکھو اور جو حرمت الہی کی تعظیم کرے گا تو اس کے رب کے نزدیک یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ اور تمہارے لیے چوپائے حلال ٹھہرائے گئے ہیں بجز ان کے جو تمہیں

السَّمَاءِ فَتَخَطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ
الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ. ذَلِكَ وَمَنْ
يُعْظِمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى
الْقُلُوبِ. (الحج: ۲۲-۲۶-۳۲)

پڑھ کر سنا دیے گئے ہیں۔ تو بتوں کی گندگی سے اجتناب
کرو اور جھوٹ بات سے بچو۔ اللہ ہی کی طرف ایک سو
رہو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور جو اللہ کا شریک
ٹھہراتا ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ وہ آسمان سے
گرے اور پرندے اس کو اچک لیں یا ہو اس کو کسی
دور دراز جگہ میں لے جا پھینکے۔ ان امور کا اہتمام رکھو
اور جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یاد رکھے کہ یہ چیز
دل کے تقویٰ سے تعلق رکھنے والی ہے۔“

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے جن مقاصد کے لیے یہ گھر تعمیر کیا تھا، وہ مقاصد تم نے برباد کر دیے۔ بتوں
کے تعلق سے شرک کی جو گندگی تم نے اپنے اوپر لاد رکھی ہے، اس سے بچو اور اپنے جی سے چیزوں کو حرام یا حلال
ٹھہرانے سے اجتناب کرو۔ حج کے تمام مناسک کی ادائیگی شرک کے ہر شائبہ سے پاک ہونی ضروری ہے۔ بیت اللہ
کے شعائر کی تعظیم کا حق محض ظاہر داری سے ادا نہیں ہو سکتا، اس کے لیے دل کا تقویٰ مطلوب ہے۔

قرآن نے طواف کے دوران عریانی کو عبادت کا جز قرار دینے کی بدعت کو شیطنیت قرار دیا اور بتایا کہ برہنگی
سراسر بے حیائی ہے، جس کا حکم خدا کبھی نہیں دے سکتا، لہذا مسجدوں میں پورے لباس میں آیا کرو:

”اور جب یہ لوگ سنگین بے حیائی کا ارتکاب کرتے
ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے اسی طریق پر اپنے باپ دادا
کو پایا ہے اور خدا نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے۔ کہہ دو
اللہ کبھی بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم لوگ اللہ پر وہ
تہمت جوڑتے ہو جس کے باب میں تم کو کوئی علم
نہیں؟... اے بنی آدم، ہر مسجد کی حاضری کے وقت
اپنے لباس پہنو اور کھاؤ پیو، البتہ اسراف نہ کرو۔ اللہ
اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پوچھو، کس نے
حرام ٹھہرایا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے
بندوں کے لیے پیدا کی اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو،

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا
آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا. قُلْ إِنْ
اللَّهُ لَا
يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ. اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ.... يَبْنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا
تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ. قُلْ مَنْ
حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ
وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ. قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ
آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ
الْقِيَامَةِ. كَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

کہہ دو کہ وہ دنیا کی زندگی میں بھی ایمان والوں کے لیے ہیں اور آخرت میں تو وہ خاص انہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح ہم اپنی آیات کی تفصیل کر رہے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو جاننا چاہیں۔“

یاد رہے کہ یہ تبصرے اس دین پر ہیں جو قریش نے رائج کر رکھا تھا اور جس میں عریاں طواف بھی جز دین تھا۔ اس دین کے متعلق ان کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ ابراہیمی دین کی وراثت ہے جو ہمارے بزرگوں کو ملی تھی۔ قرآن نے اس کو سراسر تہمت قرار دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کبھی برائی اور بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ ایسی نسبت اس کی طرف کرنا بھی سوء ادب ہے۔

کھیتی اور جانوروں میں حرام و حلال

حلال و حرام کے ضمن میں مشرکین نے بہت سی بدعات اختیار کر رکھی تھیں۔ وہ ان کو ابراہیمی دین کا ورثہ سمجھتے۔ فرمایا کہ تمہاری یہ سب باتیں بے سند ہیں، لہذا جو چیزیں اصلاً حلال ہیں، اگر ان پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے تو ان کو بلا تکلف کھاؤ، لیکن وہ جانور جو تھانوں اور استھانوں پر غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جاتے ہیں، ان کا کھانا حرام ہے:

”پس تم کھاؤ ان چیزوں میں سے جن پر خدا کا نام لیا گیا ہو، اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھنے والے ہو۔ اور تم کیوں نہ کھاؤ، ان چیزوں میں سے جن پر خدا کا نام لیا گیا ہو، جبکہ اس نے وہ چیزیں جو تم پر حرام ٹھہرائی ہیں، تفصیل سے بیان کر دی ہیں، اس استثنا کے ساتھ جس کے لیے تم مجبور ہو جاؤ۔ اور بے شک، بہتیرے ایسے ہی ہیں جو لوگوں کو کسی علم کے بغیر اپنی بدعات کے ذریعے سے گمراہ کر رہے ہیں۔ ان حد سے بڑھ جانے والوں سے تیرا رب خوب واقف ہے۔ اور چھوڑو گناہ کے ظاہر کو بھی اور اس کے باطن کو بھی۔“

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ. وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ. وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ. إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ. وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ. إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ. وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ. وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُؤْحِقُونَ إِلَى

أُولَئِكَ لَهُمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ
إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ. (الانعام: ۶: ۱۱۸-۱۲۱)

بے شک جو لوگ گناہ کما رہے ہیں، وہ عنقریب اپنی
اس کمائی کا بدلہ پائیں گے۔ اور تم نہ کھاؤ ان چیزوں
میں سے جن پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اور بے شک یہ
حکم عدولی ہے۔ اور شیاطین القا کر رہے ہیں اپنے
ایجنٹوں کو تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہا مانو
گے تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔“

مطلب یہ ہے کہ شرک کے عقیدہ کے تحت تم نے بدعات کا ایک جال بچھا رکھا ہے۔ ان بدعات کے مطابق
جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لینے سے بھی اجتناب کرتے ہو اور تمہارا انحصار موہوم شریکوں پر ہوتا ہے۔ ظاہر
ہے کہ اللہ رب العزت سے اس بے اعتنائی کی تعلیم ابراہیم علیہ السلام نے کبھی نہیں دی۔ اسی طرح ابراہیمی شریعت
کے لحاظ سے بہت سے جانوروں میں حرمت کا کوئی پہلو موجود نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود چونکہ وہ تمہاری بدعات کے
تحت حرام ہوتے ہیں، اس لیے ان کو اگر اللہ کے نام پر بھی ذبح کیا جائے تو تم ان کے گوشت کو ہاتھ لگانے پر تیار نہیں
ہوتے۔ یہ سارا رویہ تمہارے خود ساختہ مذہب کا حصہ ہے۔ یہ اللہ کی صریح نافرمانی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس، کھیتی اور چوپایوں کے بارے میں ابراہیمی شریعت کا قریش نے جو حلیہ بگاڑ دیا تھا، اس پر سخت
گرفت کرتے ہوئے اسے جھوٹ کا پلندہ اور افترا قرار دیا اور واضح کیا کہ اس افترا کا ان کو خدا کے دربار میں بدلہ
چکانا پڑے گا۔ فرمایا:

”اور کہتے ہیں: فلاں فلاں چوپائے اور فلاں فلاں
کھیتی ممنوع ہے۔ ان کو نہیں کھا سکتے، مگر وہی جن کو ہم
چاہیں اپنے گمان کے مطابق۔ اور کچھ چوپائے ہیں
جن کی پٹھیں حرام ٹھہرائی گئی ہیں اور کچھ چوپائے ہیں
جن پر خدا کا نام نہیں لیتے، محض اللہ پر افترا کے طور
پر۔ اللہ عنقریب ان کو اس افترا کا بدلہ دے گا۔“

وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرَّتْ حِجْرٌ لَا
يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بَزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ
اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ. سَيَجْزِيهِمْ
بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ. (الانعام: ۶: ۱۳۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام امور میں جو موقف تھا، وہ قریش کے تصور دین سے اتنا مختلف تھا کہ دونوں میں کوئی
مقام اتصال آتا ہی نہیں تھا۔ قریش اس سے سیخ پا ہوتے۔ ان کا خیال تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ دعوت نہ
صرف ہمارے آبائی عقائد کی نفی کر رہی ہے، بلکہ جس دینی نظام کے بل بوتے پر ہم پورے عرب پر اپنی سیادت کا سکہ

جمائے بیٹھے ہیں، اس کو بھی بے بنیاد قرار دے رہی ہے۔ اگر یہ دعوت کامیاب ہوگئی تو ہمیں اپنی پیشوائی اور خانہ کعبہ سے متعلق اپنے مناصب سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اس طرح قریش کے دنیاوی مفادات پر جو زبرد پڑتی تھی وہ ان کو بے کل کر دیتی تھی۔ وہ دعوت دین کی راہ روکنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کی مخالفت میں شدت لے آتے، لیکن کسی طرح بات بنتی نظر نہ آتی۔ اس صورت حال میں قرآن کچھلی امتوں کی سرفروشیوں کا حوالہ دیتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کی کامرانی و فتح یابی کی پیشین گوئیاں سنا کر مسلمانوں کا حوصلہ بڑھاتے اور ان کو قریش کی زیادتیوں کا پامردی سے مقابلہ کرنے کے لیے دل مضبوط کرنے کی تلقین فرماتے۔ آخرت میں اہل ایمان کی بلندی درجات کا وعدہ ان کو اتنی قوت فراہم کرتا کہ وہ قریش کے مظالم کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہ دیتے۔

(جناب خالد مسعود صاحب کی تصنیف ”حیات رسول امی ﷺ“ سے انتخاب)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com